(تیسری قسط)

فن

تاریخ گوئی کی ابتداء

از

ڈاکٹر آفتاب احمد خان ڈبل ایم، اے . پی، ایچ، ڈی (لیکچرر)
انٹر کالج اٹاوہ ضلع کوٹہ (راجستھان)

"دیگر اعداد کے لئے بھی اسی طرح اعداد مقرر کئے گئے ہیں جیسے (۵) کے لئے تتھ (تاریخ) دن، پکش (۱۶) بھوپ یا بھوپت (مشہور سولہ راجہ) (۲۰) نکھ (ناخن) (۳۲) دنت یعنی دانت (۴۰) نرک یعنی دوزخ[1] ہزار کے لئے "سرپت" یعنی اندر جو ہزار آنکھوں والا ہے وغیرہ۔[2]

रवि, नभ, रस

اور شت بمعنی سو یعنی رب شت کے معنی بارہ سو لفظ وہار برائے بیت ہے" کے بعد: "بھاسکر اچاریہ نے اپنی ولادت (شک سمت ۱۰۳۶ مطابق ۱۱۱۴ء) کا سال اپنی مشہور تصنیف "سدھانت شرومنی میں اس طرح لکھا ہے: रस, गुण, पूर्ण, मही

ان الفاظ کو دائیں سے بائیں لکھنے پر

رس گن پورنٹر (پورن) مہی ہوگا

۶ ۳ ۰ ۱ = ۱۰۳۶ شاکا

اور ان کے اعداد ۱۰۳۶ ہوں گے جو شاکا سنہ ہے۔ بھاسکر اچاری نے اپنی یہ کتاب چھتیس سال کی عمر میں مکمل کی تھی جس کا اظہار وہ रस, गुण[3] سے کرتا ہے یعنی رس گن = ۳۶

---

[1] ان الفاظ معینہ (شبد انک) کے لئے دیکھیے۔ انڈین پیلیو گرافی از جارج بوہلر صفحہ ۱۰۳ تا ۱۰۵ تقسیم کار منشی رام منوہر لال، نئی دہلی ۱۹۸۰ء، بھارتیہ پراچین لپی مالا از گوری شنکر ہیرا چند اوجھا صفحہ ۱۱۹ تا ۱۲۱ نئی دہلی، نیز انڈین اپی گرافی (اردو ترجمہ) از ڈی، سی، سرکار نئی دہلی ۱۹۸۴ء۔

[2] دیکھیے وامن شورام آپٹے لفظ سرپت کے تحت۔

[3] بھاسکر آچاریہ از گنگر اس کرلے صفحہ ۲۶ گیان وگیان پرکاشن نئی دہلی ۱۹۹۵ء

"فقرہ مذکورہ بالا طریقے عموماً میں استعمال ہوتے تھے" کے بعد:

لیکن یہ ضروری نہیں کہ ہمیشہ متذکرہ بالا قاعدے (دائیں سے بائیں لکھنا) پر ہی عمل کیا جائے کبھی براہ راست تفریق یا جمع کے طریقہ سے بھی سنہ مطلوب پیدا کر لیا جاتا ہے۔ نمونتہً قصبہ حاجی پور (بہار) کی "مسجد مقصود" کی درج ذیل تاریخ ملاحظہ ہو:

سرپت لوچن تیئیں ہر و من متھ بان بچار
سن مسجد مقصود کی جد ندی پر سار[1]

یعنی سرپت (اندر دیوتا) نے (جو ہزار آنکھوں والا ہے) من متھ یعنی کام دیو (حضرت عشق) کے پانچوں تیر ہر (چھین) لئے۔ لہٰذا یہی مقصود کی مسجد کا سنہ تعمیر ہے جو قدیم دریا یعنی گنڈک کے کنارے پر ہے۔ سنہ اس طرح برآمد ہو رہا ہے:

سرپت - من متھ (Cupid)
۱۰۰۰ - ۵ = ۱۰۹۵ھج مطابق ۸۷-۱۵۸۶ء

لیکن ہندی میں بالعموم صوری تاریخیں کہنے کا رواج ہے مثلاً گوبردھن (متھرا) میں سوامی برجانند کے مٹھ کے ڈیگ دروازہ پر یہ تاریخی کتبہ کندہ ہے:

سمت سترہ سواڑ یشٹھا و کرم ورسوچھ سجان لکھ کر پری پورنٹر کیے شبھ بالا نند مہان ۱۷۶۸ء بکرما ر ۱۷۱۱ء ہندی کے عظیم شاعر تلسی داس کی وفات کا سنہ تقریباً ہر ہندی داں کی زبان پر رہتا ہے:

سمت سولہ سو اسی ڈاسی گنگ کے تیر سراون شکلا اشٹمی تلسی تجیو سریر[2] سمت ۱۶۸۰ / ۱۶۲۳ء

اسی دریائے گنگا کی معاون ندی کا نام ہے مراد دونوں کے سنگم سے ہے جہاں تلسی کی کٹیا ہے۔ تلسی نے اپنی اس شاہکار رزمیہ نظم رام چرت مانس جو برج بھاشا میں ہے، کی ابتدا کرنے کا سال بھی صوری (Figural Date) انداز ہی میں حاصل کیا ہے:

سنبت سورا سو اکتیاء، کرو کتھا ہری پد دھر سیسا　۱۶۳۱ بکرما
نومی بھوم وار مدھوما سا، اودھ پوری یہ چرت پرکاسا[3]

---

[1] "کارپس آف عربک اینڈ پرشین انسکرپشنز آف بہار" از پروفیسر قیام الدین احمد صفحہ ۱۴۹، کے پی جایسوال ریسرچ انسٹی ٹیوٹ، پٹنہ ۱۹۷۳ء　[2] سری رام چرت مانس گیتا پریس گورکھپور

[3] ملاحظہ ہو "رامائن بھاکا (اردو) صفحہ ۱۴ مطبع منشی نول کشور، کانپور، اساڑھ ۱۹۵۰ء بکرمی / ۱۸۹۳ء بار اول

یعنی بسنت ۱۶۳۱ میں خدا کے سامنے سجدہ ریز ہوتے ہوئے چیت ماہ کی نویں تاریخ کو سوموار کے روز اودھ پوری (ایودھیا) میں اس کام (تصنیف) کی ابتداء کر رہا ہوں۔

لیکن ایک تاریخ گو کو صرف ان الفاظ سے معاملہ ہوتا ہے جن کی تعداد صفر سے نو تک ہوتی ہے۔ کیونکہ دیگر تمام اعداد ان ہی بنیادی دس ہندسوں سے ترکیب پاکر بنتے ہیں۔ مگر یہ اعداد ناگری رسم الخط کے برخلاف دائیں سے بائیں لکھے جاتے ہیں یعنی سب سے پہلے اکائی کا کلمہ لکھا جاتا ہے۔ پھر دہائی، سیکڑہ اور آخر میں ہزار والا لفظ[1] جیسا کہ کلیاتِ منیر کی طباعت کے سال کی درجِ ذیل تاریخ سے ثابت ہے، جو پنڈت بیج ناتھ مالک مطبع ثمر ہند کی طبع موزوں کا نتیجہ ہے:

دِگ کلیاتِ منیر شر، رہت شتر و من ہار　　بت سرس گن گرہ ششن رس نورب شت دھار
سن فصلی شاکر پھر بت سر دو اد س جگت　　ہوت عیسوی، انت میں ہجری، پانچوں اگست[2]

واضح ہو کہ مذکورہ دوہرے سے پانچ سنین برآمد کئے گئے ہیں لیکن خوف طوالت یہاں صرف دو سنین کا حل درج کیا جاتا ہے:

مصرع نمبر ۲ کے پہلے جزو میں "رس، گن، گر اور ششن" کا ذکر آیا ہے انہیں دائیں سے بائیں اس طرح لکھا جائے گا: रस ۶ गुण ۳ ग्रह ۹ शशिहन ۱ = سمت ۱۹۳۶ بکرمی

ہجری سنہ برآمد کرنے کے لئے مذکورہ مصرع ثانی کے مندرجہ ذیل الفاظ لئے گئے ہیں

रस ۶ नव ۹ रवि ۱۲ = ۱۲۹۶ھ

اور "شت" بمعنی سو یعنی "رب شت" کے معنی بارہ سو۔ لفظ دہار برائے بیت ہیں۔ اس صنعت کو اردو، فارسی تاریخ گوئی میں "صنعتِ مقطعاتِ ترتیبی" سے موسوم کیا گیا[3] لیکن سنسکرت میں اس طریقہ سے اعداد ظاہر کرنے کو اصطلاح میں "بھوت سنکھیا" (شمارِ موجودات) کہتے ہیں۔ یہاں اس جانب اشارہ کر دینا بے محل نہ ہوگا کہ تاریخ گوئی کے مذکورہ بالا طریقے عموماً نظم میں استعمال ہوتے تھے۔[4] لیکن یہ ضروری نہیں کہ ہمیشہ مذکورہ طریقے (دائیں سے بائیں) پر ہی عمل کیا جائے۔ بعض دفعہ براہِ راست تدخلے یا تخرجے کے ذریعہ بھی سنکیت و دیا

---

۱ مقالہ "صنادید تاریخ گوئی" ص ۲۲۱　　۲ ملہم تاریخ ص ۵۸ نیز غرائب الجمل ص ۲۰۸
۳ غرائب الجمل ص ۲۰۹　　۴ مقدمہ ابن خلدون ۱: ۳۲۴ حساب نیم کے تحت، منشی انوار حسین تسلیم نے اسے "کسی شوخ" کی ترتیب کردہ بتلایا ہے۔ دیکھئے: ملہم تاریخ ص ۱۰

اور "شہد انگ" "[illegible]" سے مطلوبہ سنین حاصل کر لئے جاتے ہیں بطورِ مثال حاجی پور (بہار) کی مسجد مقصود کی درج ذیل تاریخ ملاحظہ ہو:

سرپت لوچن تیئں ہر و من متھ بان بچار ۹۹۵ھ
سَن مسجد مقصود کی جدی ندی پُر سار [1]

یعنی سرپت (اندرو یوتا) نے جو ہزار آنکھوں والا ہے، من متھ (Cupid حضرت عشق) بان (تیر) جو پانچ ہوتے ہیں، چھین لئے یعنی ۱۰۰۰-۵:۹۹۵ھ یہ کتبہ مسجد مذکورہ پر تاحال موجود ہے۔

علم نجوم کے ماہرین نے بھی ابجد کے نو درجے مقرر کئے اور ایک جداگانہ ابجد رائج کی ہے جسے "امہات جامعہ ابجدی" نام دیا گیا ہے۔ ممکن ہے یہ سنسکرت کے "کا، ٹا، پا، یا" طریقہ سے ماخوذ ہو۔ اس ابجد کو مشرقی ترتیبِ ابجدی کی رو سے "ایقغ" کہتے ہیں جس کے کلمات یہ ہیں:

کلمات	ایقغ	بکر	جلش	دمت	ھنث	وسخ	زعذ	حفض	طصظ
اعداد	۱۱۱۱	۲۲۲	۳۳۳	۴۴۴	۵۵۵	۶۶۶	۷۷۷	۸۸۸	۹۹۹

"صاحب شمس المعارف علامہ بونی کا قول ہے کہ ایقغ، بکر، جلش....." کی اصطلاح حکیم ہمساء نے بنائی ہے۔ [2]

ان نو کلمات میں پہلا کلمہ چار حرفی ہے اور باقی آٹھ کلمات سہ حرفی ہیں۔ چونکہ گنتی کی مکمل حد نو تک ہے اور ہر عدد خواہ کسی قیمت کا ہو اسے نو (۹) کا عدد دہرانا ہی پڑتا ہے، اس لئے اس طریقہ میں تقسیم کے لمبے عمل سے نہیں گزرنا پڑتا صرف وہ حروف یکجا کر لیے جاتے ہیں جو اکائی پر دلالت کرتے ہیں، یعنی الف جو اکائی پر دلالت کرتا ہے، "ی" جو دہائی (۱۰) کی اکائی ہے۔ "ق" جو سیکڑے کی اکائی ہے اور "غ" جو ہزار کی اکائی ہے۔ لہٰذا اب یہ لفظ "ایقغ" بن گیا۔ اسی طرح دو اکائیوں پر دلالت کرنے والے حروف "ب، ک اور ر" ہیں۔ جن کا مجموعہ "بکر" بنے گا۔ اب تین اکائیوں والے حروف کو مرتب کیا گیا تو وہ "جلش" ہوگا۔ باقی چھ الفاظ بھی اسی طریقہ سے ترتیب دیئے جائیں گے۔ اس میں پہلے چاروں حرف ایک (۱) عدد کی علامت ہیں اور آخری

[1] ملاحظہ ہو: کارپس آف عربک اینڈ پرشین انسکرپشنز آف بہار ص ۱۶۹ مصنفہ ڈاکٹر قیام الدین احمد ناشر کے پی جائسوال ریسرچ انسٹی ٹیوٹ، پٹنہ ۱۹۷۳ء
[2] شمس المعارف (اردو ترجمہ) ۳:۷۹

تینوں حرف (طصظ) نو (۹) کے ہندسہ کو ظاہر کرتے ہیں، نیز درمیانی کلمات کے حروف ۳ سے ۸ تک کے اعداد کے مظہر ہیں۔ [1] گویا ہر مجموعے کے حروف کی قیمت یکساں ہوگی، جس طرح سنسکرت کے "کا، ٹا، پا، یا" میں ہے۔

شمالی افریقہ اور جزیرہ نمائے اسپین و پرتگال کے عالموں نے بھی مغربی ابجد کو اسی خاص ترتیب کے تحت رکھتے ہوئے اپنی ابجد کے حساب سے درجِ ذیل کلمات بنائے ہیں:

ایقش، بکر، جلس، دمت، ھنث، وصخ، زعذ، حفظ اور طضغ۔ یہ ابجدی طریقہ مغرب میں ایقش کہلاتا ہے۔ جسے ٹونے ٹوٹکے کے بعض عملیات میں استعمال کرتے ہیں۔ اس عمل کے ماہر کو دیسی زبان میں یقاش (Yakkash) کہتے ہیں۔ [2] مشرق میں بھی عامل اس ترتیب کو تعویذوں کے نقش بنانے میں استعمال کرتے ہیں۔ [3] "اس ترتیب کو تعویذوں کے نقش بنانے میں استعمال کرتے ہیں" کے بعد ذیل کی عبارت کا اضافہ ہے: لیکن بسطِ ترفع میں تاریخیں اسی ابجد نجوم کے ذریعہ برآمد کی جاتی ہیں، چنانچہ تاریخ گوئی کے لئے بھی یہ کار آمد ہے [4] لیکن بسط ترفع کی صنعت میں تاریخیں اسی "ابجد" کے ذریعہ آمد کی جاتی ہیں۔ جس کا ذکر آئندہ آئے گا۔

عربی حروف تہجی کی مروجہ ابجد کے علاوہ متعدد دوسری ابجد بھی بنائی گئی ہیں جن کے ذریعہ تاریخیں حاصل کی جاتی ہیں۔ ان ابجاد کا ذکر صنائع کے ذیل میں کیا جائے گا۔ یہاں اس بات کا اعادہ ضروری ہے کہ حروفِ ابجد کے دیگر فوائد، جن کی جانب گذشتہ اوراق میں اشارہ کیا جا چکا ہے، سے قطع نظر اس کا اصل استعمال عربی الاساس رسم الخط والی زبانوں، خصوصاً فارسی و اردو میں منظوم قطعاتِ تاریخ نیز کتبوں کی شکل میں کیا جاتا ہے، جو دنیا کی دیگر زبانوں حتی کہ عربی زبان میں بھی رائج نہیں۔ [5]

---

[1] تفصیل کے لئے ملاحظہ کیجئے مقدمہ ابن خلدون ۱: ۲۲۴ نیز ملہم تاریخ ص ۱۰

[2] انسائیکلوپیڈیا آف اسلام ۱: ۹۷ مطبوعہ ۱۹۶۰ء اور اردو دائرۂ معارفِ اسلامیہ جلد اول ص ۷۳۳ مدیر شیخ نذیر حسین زیر اہتمام دانش گاہ پنجاب لاہور طبع اول ۱۹۶۴ء۔

[3] دیکھئے عجائب الجمل ص ۴۲ نیز نوشتہ تاریخ ص ۶۴

[4] برائے تفصیل ملاحظہ ہو غرائب الجمل صفحہ ۴۲ نیز نوشتہ تاریخ صفحہ ۶۴ غرائب الجمل میں اس ابجد کے ذریعہ مختلف خوبصورت تاریخوں کے نمونے بھی مع حل دیئے گئے ہیں۔ صفحات ۲۲۹ سے ۲۸۸ اس سلسلہ میں قابل مطالعہ ہیں۔

[5] ملاحظہ ہو مقالہ علم الکتابت یا ابجد کی تاریخ از مولانا عبدالرزاق مشمولہ ماہنامہ "زمانہ" کانپور، جوبلی نمبر بابت فروری ۱۹۲۸ء ص ۷۲، دائرہ معارف اسلامیہ ۱: ۷۳۳ نیز غرائب الجمل ص ۲۳

حساب جمل: تاریخ گوئی کی اصطلاح میں اسے (حساب ابجد کو) حساب جمل بھی کہتے ہیں۔ مگر جمل اصلاً تاریخ گوئی کا نعم البدل نہیں ہے جیسا کہ آگے چل کر واضح ہوگا۔ یہاں لفظ جمل کی معنویت واضح کر دینا ضروری ہے لفظ جمل کے تلفظ و معنی کے بارے میں مولانا عبدالرشید ٹھٹوی اپنی مشہور لغت منتخب اللغات شاہجہانی میں لکھتے ہیں کہ:

"جمل بضم جیم وبہ تشدید وفتح میم حساب ابجد وبتخفیف (میم) نیز آمدہ چنانچہ مشہور است"[۳]

یعنی لفظ جمل جیم مضموم و میم مفتوح مشدد حساب ابجد کو کہتے ہیں۔ یہ بہ تخفیف میم یعنی بلا تشدید بھی آیا ہے جیسا کہ مشہور ہے۔ تقریباً یہی بات صاحب غیاث نے بھی لکھی ہے:

جمل.... بضم جیم وتشدید وفتح میم بمعنی حساب اعداد وحروف ابجد وبایں معنی بتخفیف میم نیز آمده[۴] یعنی جمل میں جیم مرفوع اور میم (جُمل) بھی آیا ہے۔ ان وضاحتوں سے اندازہ ہوگا کہ اس عربی لفظ کے معنی حروف تہجی کو اعداد کے مقابل قائم کرنے کے ہیں، جیسے الف مساوی ایک اور "ب" مساوی دو اور جیم مساوی تین وغیرہ کے علی ہذا القیاس۔

جمل اور تاریخ گوئی میں فرق: تاریخ گوئی اور جمل میں فرق ہے جیسا کہ لفظ جمل کے معنی سے ظاہر ہے۔ یعنی اس (جُمل) میں ہندسوں کا کام حروف سے اور حروف کا کام ہندسوں سے لیا جاتا ہے، مثلاً رصد گاہوں میں ہندسوں میں ہندسوں کا کام حساب جُمل (حروف ابجد) سے ہی لیا جاتا ہے تاکہ ہندسوں کے محو یا مشکوک ہونے کا امکان نہ رہے۔ چنانچہ ہیئت داں ہر زیچ (Astronomical Tables) میں ستاروں کی گردش کا حساب حروف سے لکھتے ہیں یعنی انہیں اگر "۲۳" درجے اور "۲۷" دقیقے لکھنا ہوں تو "کج" اور "کز" لکھ دیا جاتا ہے تاکہ غلطی کا احتمال نہ رہے۔ ظاہر ہے کہ اسے ہم تاریخ گوئی نہیں کہہ سکتے۔ اس کے برعکس تاریخ گوئی کسی واقعے کے فقرہ، جملہ یا مصرع اور بعض اوقات صرف ایک یا دو لفظ میں بیان کر دینے کو کہتے ہیں، خواہ وہ حساب جمل کے مطابق ہو یا نہ ہو، مثلاً صوری تاریخ، لیکن کسی لفظ، فقرہ، جملہ یا مصرع کے اعداد بر آمد کرنے سے کسی واقعہ کا سال ظاہر ہو تو یہ فقرۂ تاریخ یا مصرعۂ تاریخ حساب

---

[۳] بحوالہ غرائب الجمل صفحہ ۱۶

[۴] غیاث اللغات صفحہ ۱۲۷، مطبع اودھ اخبار کانپور مارچ ۱۹۰۴ء

جمل کے مطابق قرار پائے گا۔ یعنی جس فقرہ یا مصرع میں حدوث زمان یا واقعہ وحادثہ کا وجود ہو تو اسے تاریخ گوئی کہیں گے۔ تاریخ گوئی کے تعلق سے مناسب ہوگا کہ یہاں لفظ "تاریخ" کے معنی اور اساتذہ فن کی بیان کردہ بعض تعریف ہائے تاریخ کا ذکر بھی کر دیا جائے۔

معنی وتعریف تاریخ: لفظ تاریخ عربی مصدر باب تفعیل سے ہے جس کا مادہ "ارخ" یا "ورخ" ہے عربی میں کہتے ہیں "اَرّخ، یورخ، تاریخا" یعنی تاریخ نکالنا اور "التاریخ" بمعنی وقت کا بیان کرنا یا تاریخ الشی یعنی کسی چیز کے واقع ہونے کا وقت۔[1] بعض کہتے ہیں کہ فارسی لفظ "ماہ روز" سے "مورخ" بنا اور مورخ سے "تاریخ" یا شاید "یرخ" سے[2] یہ لفظ سامی زبانوں میں مشترک ہے مثلاً عبرانی زبان کے لفظ "یارے اح" کے معنی چاند اور "یرح" کے معنی مہینہ ہے۔ دوسرے لفظوں میں ہم کہہ سکتے ہیں کہ تاریخ کے معنی کسی عصر خاص کی ابتدا کی تعین (Era) حساب زماں، حوادث کے وقت کی دقیق تعین[3] (Date) یا کسی واقعہ اور حادثہ کا سال بحساب جمل نکالنا یا کسی واقعہ کا ایسے لفظ یا عبارت میں ظاہر کرنا جس کے اعداد ابجد سے اس کی تاریخ نکلے یا علم کسی واقعہ اور حادثہ کا نیز کسی امر عظیم سے مدت کا تعین کرنا یا کسی چیز کے ظہور کا وقت وغیرہ یعنی اہل لغت کے نزدیک کسی چیز کے وقت پیدا کرنے کو تاریخ کہتے ہیں۔[4] اس مقام پر بعض ماہرین کی پیش کردہ تعریف ہائے تاریخ کا مطالعہ بھی ضروری ہے۔

(۱) صاحب ہفت قلزم کا قول ہے کہ:

(۱) "تاریخ عبارت ست ازاں کہ جہت حدوث واقعہ لفظے ومصرعے یا زیادہ کہ بحسب حروف مکتوبہ از روئے حساب جمل موافق تاریخ سال ہجری آں باشد تاریخ آں کنند"[5]

یعنی تاریخ عبارت ہے اس سے کہ اظہار واقعہ کے واسطے ایک لفظ مصرعہ یا زیادہ (الفاظ) میں

---

۱ مصباح اللغات صفحہ ۹۳۱ تا ۹۴۰ مرتبہ مولانا عبدالحفیظ بلیاوی، مکتبہ برہان دہلی طبع نہم ۱۹۹۲ء۔

۲ ملاحظہ ہو مقالہ "واقعات نبوی میں توقیتی تضاد اور اس کا حل" از اسحق النبی علوی رامپوری مشمولہ ماہنامہ "برہان" دہلی جون ۱۹۶۴ء صفحہ ۳۳۰/۱۰ بحوالہ تاریخ طبری۔

۳ دائرۂ معارف اسلامیہ ۶:۷۳ مدیر شیخ نذیر حسین زیر اہتمام دانش گاہ پنجاب لاہور طبع اول ۱۹۶۴ء۔

۴ رک: لغات کشوری، جامع فیروز اللغات، لغات ہیرا، مہذب اللغات ۳:۲۱ گلبن تاریخ از میر مہدی حسین رضوی الم حیدر آباد دکن ۱۳۱۳ھ، عندلیب تواریخ مؤلفہ ومصنفہ سید مسعود حسن مسعود ادارہ انیس اردو الہ آباد اول ۱۹۴۳ء وغیرہ

۵ ہفت قلزم مرتبہ اوحد الدین بلگرامی بحوالہ غرائب الجمل صفحہ ۱۲۵

حروف کتوبی کی رو سے حساب جمل کے موافق تاریخ سال ہجری میں بیان کرے، یہی تاریخ ہے۔

(۲) صاحب معدن الجواہر مولانا نجم الدین حسن افضل مدراسی کے بقول:

"تاریخ نام صنعتی ست از صنائع علم بدیع واین عبارت ازاں کہ متکلم بیان کند سال ہجری یا سال دیگر رابرائے وقوع امرے بلفظے یا فقرہ یا مصرعے یا زیادہ ازاں کہ اعدادش بحسب موافق سال مذکور باشد؎۱

یعنی تاریخ علم بدیع کی صنائع میں سے ایک صنعت کا نام ہے اور یہ عبارت ہے اس سے کہ متکلم (تاریخ گو) سال ہجری یا کسی دیگر سال (سنہ) میں کسی امر کے وقوع کے لئے ایک لفظ یا فقرہ یا ایک مصرع یا زیادہ (الفاظ کے مجموعے) کے اعداد بحساب جمل سال مذکور کے مطابق ظاہر کرے۔

(۳) طائس ولیم بیل تاریخ کی تعریف کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ

باید دانست کہ تاریخ صنعتی است کہ آں تعین بسال است خواہ آں سال ہجری باشد خواہ عیسوی یا فصلی یا ہندی یا سال الٰہی...؎۲

یعنی جاننا چاہئے کہ تاریخ ایک صنعت ہے جو سال کے ساتھ معین ہے چاہے وہ سال ہجری ہو عیسوی یا فصلی یا جلالی یا سال الٰہی.....

(۴) مولوی حکیم میر نادر علی رعدؔ حیدر آبادی کہتے ہیں کہ:

بداں کہ در لغت اظہار وقت وقوع شے را گویند ودر اصطلاح مورخین انعقاد ابتدائے مدت وقائع وسوانح روزگار مثل تہنیت وتعزیت را نامند۔؎۳

یعنی معلوم ہو کہ تاریخ لغت میں کسی چیز کے واقع ہونے کے وقت کے اظہار کو کہتے ہیں اور تاریخ گویوں کی اصطلاح میں زمانے میں رونما ہونے والے واقعات وسانحات جیسے تہنیت (مبارکباد دینا) وتعزیت (ماتم پرسی کرنا) کے وقوع کی ابتدا سے مدت کے تعین کے نام کو (تاریخ) کہتے ہیں۔

(۵) محمد نجف علی خاں مراد آبادی کے نزدیک:

۱۔ بحوالہ غرائب الجمل صفحہ ۱۴۴

۲۔ مفتاح التواریخ دیباچہ صفحہ ۳ مطبع منشی نول کشور کانپور نومبر ۱۸۶۷ء

۳۔ مرآۃ الخیال صفحہ ۳، مطبع فخر نظامی حیدر آباد دکن ۱۳۱۳ھ / ۱۸۹۵ء

موت و تولد و جنگ وغیرہ امور عظام کے سن یادر کھنے کو کوئی جملہ یا مرکب ایسا بنا لیتے ہیں جس کے حروف کے اعداد مل کر سن معلوم کے برابر ہو جائیں[۱] تاریخ کہلاتی ہے۔

(۶) حکیم سید ضامن علی جلالؔ لکھنوی کے مطابق:

"تاریخ گویوں کی اصطلاح میں تاریخ کسی امر عظیم اور واقعہ قدیم و مشہور مانند کسی بادشاہ کی سلطنت یا کسی فتنہ یا فساد و جنگ و کارزار یا شادی و مرگ یا بنائے عمارت و باغ وغیرہ دیگر سوانح روزگار کی ابتداء کی مدت کے متعین کرنے کو بولتے ہیں۔[۲]

(۷) مولانا غلام امام شہیدؔ الہ آبادی کے بقول:

"تاریخ اوسکو کہتے ہیں کہ ایک لفظ یا فقرہ خواہ مصرعہ یا شعر ایسا تجویز کیا جائے کہ اس کے مکتوبی حروف کے عددوں سے سنہ اور حال کے واقعہ وفات اور نکاح خواہ تولد فرزند یا تصنیف کتاب خواہ لڑائی کی فتح بادشاہ کے جلوس یا کسی امر کے وقوع کا زمانہ سمجھا جائے۔"[۳]

تقریباً ان ہی الفاظ میں تاریخ کی تعریف میر مہدی حسین رضوی آلمؔ، شمس العلما نواب عبدالعزیز والا مدراسی، منشی انوار حسین تسلیمؔ سہسوانی، مولوی نجم الغنی، محمد عبدالقادر بنارسی اور مولانا میر نذر علی دردؔ کاکوروی وغیرہ نے بیان کی ہے۔[۴] یہاں ان سب کا ذکر موجب طوالت ہوگا البتہ دورِ حاضر کے ایک ناقد ڈاکٹر فرمان فتح پوری کے درج ذیل اقتباس کا مطالعہ ضروری ہے وہ لکھتے ہیں:

''اصطلاح میں کسی لفظ، لفظوں کے مجموعے، فقرے، عبارت، مصرعے، شعر، عبارت کے کسی ٹکڑے یا اشعار یا شعر کے کسی جزو کی مدد سے سن (سنہ) ہجری یا عیسوی میں کسی واقعہ کے ظہور میں آنے کی تاریخ نکالنے کو تاریخ گوئی یا فنِ تاریخ گوئی کہتے ہیں۔[۵]

(باقی آئندہ)

---

۱ رسالہ قواعد فارسی (صرف و نحو) صفحہ ۱۹
۲ افادۂ تاریخ صفحہ ۸ مطبع جعفری لکھنو ۱۳۰۳ھ / ۱۸۸۵ء
۳ انشائی بہارِ بے خزاں صفحہ ۱۶ مطبع جوہر ہند چیپل مہادیو ...
۴ ملاحظہ ہوں: گلبن تاریخ صفحہ ۴، غرائب الجمل صفحہ ۱۲۳، ملہم تاریخ صفحہ ۶، بحر الفصاحت صفحہ ۹۱۵ مطبع منشی نول کشور لکھنو ۱۳۳۵ھ / ۱۹۱۷ء، رہنمائے تاریخ اردو (علم تواریخ) صفحہ ۹ معارف پریس اعظم گڑھ ۱۹۳۸ء اور مقالہ فن تاریخ گوئی مشمولہ "شاعر" آگرہ بابت ۱۵ اگست ۱۹۳۱ء صفحہ ۸ / ۱۳۵۷ھ
۵ فنِ تاریخ گوئی اور اس کی روایت از ڈاکٹر فرمان فتحپوری صفحہ ۵، سنگ میل پبلکشنز لاہور ۱۹۸۴ء